محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ؛

۱۔ سلام کا جواب دینا۔

۲۔ بیمار کی عیادت کرنا۔

۳۔ جنازے کے ساتھ جانا۔

۴۔ دعوت قبول کرنا — اور

۵۔ چھینک کا جواب دینا۔

یہ حدیث نہایت مختصر اور چند الفاظ پر مشتمل ہے اور احادیث کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر موٹے موٹے پانچ حق ہیں جو ادا کرنے چاہییں۔

پہلا حق، سلام کا جواب دینا ہے، یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو "السلام علیکم" کہے تو وہ جواب میں "وعلیکم السلام" کہے۔ یہ نہایت عمدہ الفاظ ہیں جو اسلام کی صاف ستھری تہذیب اور نتھری ہوئی ثقافت کے آئینہ دار ہیں۔

" السلام علیکم " کے معنے ہیں آپ پر سلامتی ہو۔ یعنی سلام کہنے والا دوسرے کو مخاطب کرکے اس کے لیے یہ دعا مانگتا ہے کہ اللہ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اس کی سلامتی کا وسعت پذیر شامیانہ ہر وقت آپ پر سایہ فگن رہے۔ آپ امن کی زندگی بسر کریں اور تمام مصائب و آلام سے مصئون و مامون رہیں۔

یہ ایک ایسی دعا ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بغیر اس کی درخواست اور بلا کسی معاوضے کے کرتا ہے۔ اس میں فقط اخلاص اور نیک نیتی کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ کسی قسم کے دنیوی لالچ، طمع یا حرص کا اس میں قطعاً دخل نہیں ہوتا۔

سننے والے کو چاہیے کہ اس کے جواب میں " وعلیکم السلام " کہے۔ یعنی آپ پر بھی سلامتی ہو اور آپ بھی ہر آن اللہ کے سایۂ حفظ و امان میں رہیں۔

یہ دُعا بہت مختصر بھی ہے اور انتہائی عمدہ بھی۔ ! دونوں ایک دوسرے کے لیے جان و مال کی سلامتی، ذہن و فکر کی سلامتی، کاروبار کی سلامتی، آل اولاد کی سلامتی، قول و فعل کی سلامتی، عزت و آبرو کی سلامتی، ایمان و دین کی سلامتی، غرض ہر قسم کی سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔ جب دعا بے غرضانہ ہو تو یقیناً قبولیت کے مراحل طے کرتی ہے۔

سلامتی کا دائرہ بہت وسیع ہے، جہاں تک چاہے اس کو پھیلاتے جائیے اور اللہ سے اس کی دُعا کرتے جائیے۔ اللہ ہر دعائے مخلصانہ کو شرف قبول بخشتا ہے۔

السلام علیکم میں ایک خاص نکتہ یہ پنہاں ہے کہ اس میں اپنے آپ کو مقدم نہیں رکھا گیا کہ انسان پہلے اپنی ذات کے لیے دُعا مانگے، اس کے بعد دوسرے کی باری آئے۔ بلکہ اس میں دوسرے کو اصل اہمیت دی گئی ہے اور اس کے لیے دُعا مانگی گئی ہے کہ اللہ آپ کو امن و سلامتی عطا فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ یعنی دونوں سلام کہنے والے دوسرے کے لیے خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کو اپنی نیک خواہشوں اور بہتر تمناؤں کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

ظاہر ہے جب ایک شخص دوسرے سے ایسے پُر خلوص جذبات کے ساتھ پیش آتا

ہے تو دوسرے کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اسی نیک نیتی اور حسنِ اخلاق سے اس کا جواب دے۔

دوسرا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ ہے کہ وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی مزاج پرسی کو جائے، اس کی عیادت کرے، اس کو تسلی دے اور اس کے لیے خیر و عافیت کی دعا کرے۔ اس کو علاج معالجے کے لیے روپے پیسے کی ضرورت ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی مدد کرے۔ مریض کو یقین دلائے کہ تم تنہا نہیں ہو، ہم تمھارے ساتھ ہیں اور جو کچھ ہم سے ہو سکا، تمھارے لیے کریں گے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ راہ چلتے ان سے کہیں ملاقات ہو جائے تو نہایت تپاک سے ملیں گے۔ بیاہ شادی یا کسی اور تقریب میں ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو اس طرح خوشی کا اظہار کریں گے کہ بس آپ ہی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ لیکن اگر آپ بیمار پڑ گئے ہیں تو کبھی بیمار پرسی کو نہیں جائیں گے اور بیماری کی حالت میں آپ کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ اگر کسی اور تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہیں تو بھی آپ سے ملنے اور ہمدردی کا اظہار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔

یہ ایک مسلمان بھائی کی حق تلفی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حق بنتا ہے، اسے پورا کرنا چاہیے۔ بیمار کی عیادت کرنا اور اس کی مزاج پرسی کو جانا بیمار کا ایک حق ہے، اسے ادا کرنا چاہیے۔

تیسرا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ذمے یہ ہے کہ وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔ جنازے میں شرکت کرنا فرضِ عین نہیں، فرضِ کفایہ ہے لیکن کوشش بہر حال کرنی چاہیے کہ یہ حق ادا ہو جائے اور جنازے میں شامل ہو کر میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں، جن کے وارثوں سے ان کے تعلقات اور مراسم ہوں۔ غریب اور مالی اعتبار سے کمزور لوگوں کے جنازے میں شریک ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ یہ نقطۂ نظر غلط ہے۔ مسلمان کے جنازے میں جانا، اس کے ورثا سے تعزیت کرنا اور مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرنا حقوق العباد میں داخل ہے، جسے ادا کرنا چاہیے۔

چوتھا حق مسلمان کی دعوت قبول کرنا ہے۔ جو مسلمان بھی دعوت پر بلائے، وہ غریب ہو یا امیر، اسے ماننا اور قبول کرنا دوسرے مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔

ہمارے ہاں یہ رواج ہو چکا ہے کہ امیر اور صاحبِ دولت کی دعوت میں تو ہم بڑے شوق سے شریک ہوتے ہیں، بلکہ انتظار میں رہتے ہیں کہ وہ ہمیں بلائے اور ہم اس کے در دولت پر حاضری دیں۔ لیکن غریب آدمی جو انتہائی خوشی اور خلوص سے دعوت دیتا ہے اس کے ہاں جانے سے یا تو سرے سے انکار کر دیتے ہیں یا کوئی معذرت پیش کر دیتے ہیں یا کوئی حیلہ بہانہ کر کے پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔

ایسا کرنا حدیثِ رسول کے خلاف ہے۔ غریب آدمی کی بالخصوص حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور وہ دعوت دے تو اس کے ہاں جانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

پانچواں حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس حدیث میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ چھینک مارے تو اس کا جواب دے۔ یعنی چھینک مارنے والا کہے،

الحمد لِلّٰہ علیٰ کلِّ حال

کہ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔

قریب بیٹھا ہوا اور سننے والا جواب دے

یرحمک اللہ۔

کہ اللہ تمھیں اپنے سایۂ رحمت میں رکھے۔

اس کے جواب میں پھر چھینک مارنے والا یہ الفاظ کہے۔

یھدیکم اللہ ویصلح بالکم۔

کہ اللہ تمھیں ہدایت عطا فرمائے اور تمھاری حالت درست رکھے۔

یہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، انھیں پورا کرنا چاہیے۔